© rasailojaraid.com

ندائے منبرومحراب

مولانا محمد یونس جانباز

توہین رسالت ﷺ اور یہود کا کردار

﴿الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین' اما بعد' اعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم "ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة اعدلم عذابا مهینا"﴾ (سورۃ احزاب:۵۷)

"بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا (تکلیف) دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ملعون بنا دیا ہے اور ان کیلئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اسلام امن وسلامتی کا داعی ہے۔ اپنے ماننے والوں کو سلامتی کی تعلیم دیتا ہے اور اہل کائنات کو امن و آشتی کا پیغام دیتا ہے۔ یہ دین اس قدر امن پسند ہے کہ معبودانِ باطلہ کی توہین کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

﴿ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله﴾ (سورۃ انعام:۱۰۸)

"یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں' انہیں گالیاں نہ دو۔"

تم امن کے داعی ہو' محبت و آشتی کے پیامبر ہو' دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو' اس لیے تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم جھوٹے خداؤں کی بھی توہین کرو۔

مگر اس دنیا میں ایک ایسی قوم بھی بستی ہے' جن کے شر سے نہ صرف انسان بلکہ انسانوں کا خالق بھی محفوظ نہیں رہا۔ جن کی شرارتوں' بدتمیزیوں اور توہین آمیز باتوں سے اس کائنات کی مقدس اور افضل ترین ہستیاں انبیاء و رسل بھی محفوظ نہیں رہے اور یہ وہ قوم ہے جو انبیاءؑ کی بددعاؤں سے ملعون قرار پائی اور غضب الٰہی کا شکار ہوئی۔

﴿لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم﴾ (سورۃ مائدہ:۷۸)

﴿وضربت علیهم الذلة والمسکنة وباء وابغضب من الله﴾ (سورۃ بقرہ:۶۱)

اس قوم نے اپنے رب کو معاف نہیں کیا۔ اس کی یوں توہین کی ہے:

﴿قالوا ان الله فقیر ونحن اغنیاء﴾ (سورۃ آل عمران:۱۸۱)

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی حاتم کے حوالہ سے ایک روایت بیان کی ہے' کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کی ایک مذہبی درسگاہ میں گئے۔ ان کا ایک بڑا عالم فنحاص نامی لوگوں کو وعظ کر رہا تھا تو آپ نے اسے فرمایا فنحاص اللہ سے ڈر اور اسلام قبول کر لے۔ اللہ کی قسم تو اچھی طرح جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں' وہ حق لے کر آئے ہیں۔ ان کی صفات تورات اور انجیل میں تمہارے پاس موجود ہیں۔

تو فنحاص نے کہا ابوبکر! سن: اللہ ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم اس کے سامنے اس طرح نہیں گڑگڑاتے جس طرح وہ ہمارے سامنے عاجزی دکھاتا ہے' بلکہ ہم اس سے بے پرواہ ہیں۔ ہم غنی ہیں' اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا۔ ہمیں سود سے روکتا ہے اور خود سود دینے کا وعدہ کرتا ہے' اگر وہ غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے یہودی فنحاص کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔

کبھی یوں توہین کی: ﴿قالت الیهود یدالله مغلولة﴾ (سورۃ مائدہ:۶۴)

"یہود کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔" (نعوذ باللہ)

تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا:

﴿غلت ایدیهم ولعنوا بما قالوا بل یداه مبسوطتان﴾ (سورۃ مائدہ:۶۴)

ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اس بات کی پاداش میں وہ ملعون ٹھہرائے گئے۔ اللہ کے دونوں ہاتھ تو کشادہ ہیں۔ انہوں نے مقدس انبیاء کی توہین کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اس طرح کے الزام عائد کیے' جنہیں سن کر ایک باغیرت مسلمان کا خون کھول اٹھتا ہے۔ اس جبار وقہار کا غیظ وغضب کس قدر اس قوم پر نازل ہوا ہو گا۔

یہودی جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ بلکہ وہ اہل مدینہ کو دھمکی دیا کرتے تھے:

﴿انه تقارب زمان نبی یبعث الان نقتلکم معه قتل عاد وارم﴾ (سیرت ابن هشام)

کہ آخری نبی کی آمد کا وقت قریب آ گیا ہے' ہم اس نبی کے ساتھ مل کر تم (اہل مدینہ) سے جنگ کریں گے اور قوم عاد وارم کی طرح تمہارا قتل عام کریں گے۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی کہا تھا کہ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿قد كنت اعلم انه خارج ولم اكن اظن انه منكم﴾

میں جانتا ہوں کہ وہ نبی آنے والا ہے' لیکن مجھے یقین نہ تھا کہ وہ نبی تمہارے خاندان سے ہوگا۔ یہود نے صرف اس لیے مخالفت کی کہ یہ نبی بنو اسحاق سے کیوں نہیں آیا' بنو اسماعیل سے کیوں ہوا۔ یہ قوم آغاز ہی سے مخالفین کے قتل عام اور پوری دنیا پر قبضہ کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ انہوں نے جانتے بوجھتے پیغمبر آخرالزمان کی مخالفت کی۔ کبھی "السام علیکم" کہہ کر اور کبھی "راعنا" کے ساتھ استہزا کیا۔ کبھی زہر آلود بکری کا گوشت کھلا کر دشمنی کا ثبوت دیا۔ مدینہ میں سازشوں کا جال بچھا دیا۔ منافقین کی پس پردہ حمایت کر کے مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہا۔ یہودی قبیلہ بنو نضیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھ کر پورے مدینہ منورہ کی فضا کو مکدر کیا۔ منافقین کے ذریعہ جھوٹی افواہوں کے ساتھ مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنا چاہا۔ گانے والی فنکاراؤں کے ذریعہ مدینہ منورہ میں فحاشی پھیلانا چاہی۔ ان کی گندی زبانوں سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کروانے کیلئے ہجویہ اشعار کہلوائے گئے۔

ان کا سب سے بڑا سرغنہ کعب بن اشرف اور اس کے بعد سلام بن ابی الحقیق تھا۔ جب باوجود بار بار سمجھانے کے ان لوگوں نے توہین آمیز رویہ ترک نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من لكعب بن الاشرف فانه قد اذى الله ورسوله﴾ (بخاری)

تو مسلمانوں نے اس کو صفحہ ہستی سے ختم کر ڈالا۔ مسلمان ظلم برداشت کر سکتا ہے' لیکن توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ جب توہین رب ذوالجلال کی ہو یا اس کے رسول کی یا اس کی کتاب کی یا اس کے شعائر کی تو پھر مسلمانوں کی غیرت انہیں مجبور کرتی ہے کہ ایسے گستاخ لوگوں سے اس دھرتی کو پاک کر دیا جائے۔

خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کر:

﴿اللهم اكفني ابن الاشرف بما شئت﴾ (الصارم المسلول' ابن تیمیہ: ۷۸)

﴿من لكعب بن الاشرف فانه قد آذى الله ورسوله﴾ (حوالہ: ایضاً)

﴿انه نال منا الاذى وهجانا بالشعر ولا يفعل هذا احد منكم الا كان للسيف﴾ (الصارم المسلول: ۸۶)

امام مالک' امام شافعی' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا برا کہے' اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

جب رب ذوالجلال نے ﴿لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون﴾ (سورۃ حجرات: ۲) فرما کر مسلمانوں کیلیے یہ بھی حرام کر دیا کہ وہ نبی کے سامنے بلند آواز سے بات کریں اور بتا دیا کہ یہ جرم تمام نیک اعمال حتیٰ کہ ایمان کے ضائع ہو جانے کا سبب بن جائے گا' تو مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ کوئی اور ہمارے نبی کی توہین کرے۔

وہ نبی جو اس کائنات میں اللہ کے بعد انہیں سب سے زیادہ عزیز ہے' جس کی محبت میں دنیا کی تمام محبتیں قربان کی جا سکتی ہیں' جو فخر موجودات ہے' جو انسان کامل ہے کہ اس جیسی ذات نہ آج تک دنیا میں پیدا ہوئی ہے نہ قیامت تک پیدا ہو سکے گی۔ جس نے ذلت کی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی' ظلم وجور کی چکی میں پسی ہوئی اور غموں سے نڈھال سسکتی انسانیت کو اوج ثریا تک پہنچایا' جو محسن انسانیت بھی ہے اور رہبر قوم وملت بھی۔ یہ بدبخت ان کی تعریف کریں یا نہ کریں' لیکن انہیں ان کی توہین کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔

ایک مسلمان تو ناموس رسالت کیلئے سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جان قربان کر دینے کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک عورت قتل ہوگئی' اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ قاتل کا کسی کو علم ہے۔ ایک نابینا صحابی کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کے قریب آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ ﴿انا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فانهاها فلا تنتهي وازجرها فلا تنزجر ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت بي رفيقة فلما كانت البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فاخذت المغول فوضعته في بطنها واتكات عليه حتى قتلتها فقال النبي صلى الله عليه وسلم الا اشهدوا ان دمها هدر﴾

(ابوداؤد' نسائی)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ قتل میں نے کیا ہے۔ وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی۔ آپ کی توہین کرتی تھی' میں اسے روکتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی۔ میں نے اسے ڈانٹا بھی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ میرے دو موتیوں جیسے بیٹوں کی ماں بھی ہے۔ وہ مجھ پر بہت مہربان تھی' لیکن کل رات اس نے پھر آپ کی توہین کی' گالی بھی دی۔ میں نے ایک خنجر پکڑا' اس کے پیٹ پر رکھ کر پورا دباؤ ڈال دیا۔ جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ آپ نے سب صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو' اس عورت (مقتولہ) کا خون رائیگاں ہے۔ نہ اس کا قصاص ہوگا نہ دیت۔

بنو خطمہ قبیلہ کی ایک عصماء بنت مروان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور توہین آمیز شعر پڑھا کرتی تھی۔ اسی قبیلہ کے ایک فرد عمیر بن عدی نے نذر مانی کہ میں اس گستاخ عورت کو زندہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں چھوڑوں گا۔ اسے قتل کر کے یہ مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قتل سے باخبر کرتا ہے، تو آپ فرماتے ہیں:

﴿اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ ورسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی﴾ (الصارم المسلول لابن تیمیہ:۹۶)

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو، جس نے غائبانہ طور پر اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کی تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔"

یہ جذبات صرف مسلمان مردوں کے نہ تھے بلکہ مسلمان عورتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ بھر توہین برداشت نہ کرتی تھی۔

ایک مرتبہ ابوسفیان (اسلام قبول کرنے سے قبل) مدینہ منورہ آیا۔ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر گیا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آگے بڑھ کر جلدی سے بستر اکٹھا کر دیا۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی میرے ساتھ یہ سلوک بڑا حیران کن اور تعجب انگیز ہے۔ تیرا باپ ہوں، تیرے گھر آیا ہوں، میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں کہ ابا جان دراصل یہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بستر ہے۔ آپ مشرک ہیں، اور مشرک نجس ہوتا ہے۔ اس لیے نجس آدمی اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔

ایسے باغیرت مردوں اور عورتوں کے بچے بھی ایسے تھے کہ ناموس رسالت پر مر مٹنے کیلئے تیار ہو جاتے تھے۔ میدان بدر میں معاذ اور معوذ جنہوں نے ابھی جوانی میں قدم بھی نہ رکھا۔ میدان جنگ میں لوگوں سے پوچھ رہے ہیں کہ ابوجہل کون ہے......؟ کہاں ہے......؟

پوچھا کہ تم نے اسے کیا کہنا ہے......؟ یہ غیور بچے کہتے ہیں، ہم نے سنا ہے کہ وہ ہمارے پیارے نبی کی توہین کرتا ہے، انہیں گالیاں دیتا ہے۔ آج ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پھر انہوں نے واقعتاً ابوجہل کو جہنم رسید کر کے اہل ایمان کو اس بات کا درس دیا کہ غیرت مند مسلمان وہی ہوتا ہے جو گستاخ رسول کو زندہ دیکھنا برداشت نہیں کرتا۔ اسے جہنم رسید کرتا ہے یا خود شہید ہو کر جنت کا وارث بن جاتا ہے۔

مسلمان تو ہر اس چیز کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس کی توہین برداشت نہیں کرتے تھے۔ جس کا تعلق اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گدھے پر سوار ایک مجلس کے پاس سے گزرے، جس میں انصارِ مدینہ کے کچھ آدمی تھے، کچھ مسلمان بھی تھے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی وہاں موجود تھا۔ آپ کی سواری کے چلنے کی وجہ سے گرد وغبار اڑی تو عبداللہ بن ابی نے کہا اپنے گدھے کو پیچھے رکھو۔ اس کی گرد وغبار ہماری اذیت کا باعث بن رہی ہے۔ ایک مسلمان عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں خاموش ہو جا: رسول اللہ کا گدھا تجھ سے بہتر ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کا سفیر عروہ بن مسعود ثقفی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا تھا تو بار بار اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ کی داڑھی مبارک کو لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ پاس ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا کہ اپنے ناپاک ہاتھ پیچھے رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو نہ لگاؤ۔

آج اعتدال پسندی کے دعوے دار اور خود کو روشن خیال سمجھنے والے دانشور یہ آواز بلند کر رہے ہیں کہ اہل مکہ اور بہت سے دشمنانِ اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ ان کی توہین کی، مگر آپ نے کسی کو سزا نہ دی بلکہ سب کو معاف کر دیا۔ اس لیے آج ہمیں بھی توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کو معاف کر دینا چاہئے۔

اہل مکہ نے آپ کے راستوں میں کانٹے بچھائے، حالت سجدہ میں آپ پر اوجھڑی رکھ دی، آپ کو برا بھلا کہا مگر آپ نے سب کو معاف کر دیا۔

لیکن یہ لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر ان گستاخوں کو کچھ نہیں کہا۔ لیکن صحابہ کرام کا ان کے ساتھ لیا ... تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کس انجام سے دوچار کیا۔ بعض مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دشمنان اسلام کو اس لیے معاف کر دیا کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسلام کی جانب پھیر دے اور یہ مسلمان ہو جائیں۔

لیکن جہاں یہ لوگ حد سے تجاوز کر گئے، وہاں اگرچہ آپ نے انہیں سزا نہ دی کیونکہ مکی زندگی میں آپ صاحب اقتدار نہ تھے۔ لیکن اقتدار اعلیٰ کے مالک احکم الحاکمین کے سامنے ان کیلئے بددعا ضرور کی۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے رفقاء بھی قریب ہی موجود تھے۔ کسی نے کہا کہ فلاں جگہ اونٹ کی اوجھڑی ہے، کون ہے جو اسے اٹھا کے لائے اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے......؟

عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اس نے یہ کام کر دکھایا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں یہ سب ... تھا۔ کاش مجھے طاقت ہوتی تو میں آپ کو بچاتا، مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ اس موقع پر آپ نے تین بار فرمایا: **﴿اللھم علیک بقریش﴾** "اے اللہ تو قریش کا مواخذہ کر۔"

اس کے بعد آپ نے نام لے لے کر بددعا کی۔ اے اللہ ابوجہل کو پکڑے۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے آپ نے نام لیے تھے' سب بدر کے گڑھے میں مقتول پڑے تھے۔ (بخاری' کتاب الوضوء)

ابولہب نے آپ کو بددعا دی ﴿تبالک الهذا جمعتنا﴾ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ تو نے اس مقصد کیلئے ہمیں یہاں جمع کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کا جواب دیا ﴿تبت یدا ابی لهب وتب﴾ اور پھر اس کا بدترین انجام سب کو دکھا دیا کہ کس طرح اسے گھسیٹ کر گڑھے میں پھینک کر اوپر پتھر اور مٹی ڈال دی گئی۔ اس کے حقیقی بیٹے اسے دفن کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

ابولہب کے بیٹے عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوکنے کی ناکام جسارت کی تو آپ نے بددعا دی ﴿اللهم سلط علیه کلبا من کلابک﴾

اے اللہ اس پر اپنے چیرنے پھاڑنے والے درندوں میں سے ایک درندہ مسلط کر۔ ابولہب کو یقین تھا کہ میرے بیٹے کو یہ بددعا ضرور پہنچے گی۔ ایک سفر میں جا رہے تھے' رات کو جنگل میں رہنا پڑا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا انتظام کرو۔ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا خوف ہے۔ اس پر قافلے والوں نے عتبہ کے اردگرد اونٹ بٹھا دیے۔ مگر رات کو ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے سے گزر کر عتبہ کو پھاڑ کھایا۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر' الاصابہ لابن حجر)

آپ نے کسریٰ کو خط کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی مگر اس نے آپ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا تو آپ نے فرمایا: ﴿فرق الله ملكه﴾ اللہ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کر دے۔

وہ کون سا گستاخِ رسول تھا جو سزا سے بچ رہا۔ یا تو اس [illegible] بالآخر اسلام میں داخل ہوئے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار بن گئے یا پھر مسلمانوں کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچے۔ اگر ان سے بچ گئے تو عذاب کا شکار ہو کر نشانِ عبرت بن گئے۔

عبداللہ بن خطل بھی گستاخانِ رسالت میں سے تھا۔ خود بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں توہین آمیز شعر کہتا تھا اور اپنی لونڈیوں سے وہ اشعار پڑھواتا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر سید المرسلین نے حکم جاری فرمایا کہ عبداللہ بن خطل جہاں بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ بتایا گیا کہ وہ بیت اللہ کا غلاف پکڑے کھڑا ہے۔ فرمایا جہاں بھی ہے' اسے قتل کر ڈالو۔ اس کا جرم ناقابل معافی ہے اور اسے قتل کر دیا گیا۔ انبیاء کی توہین کرنا' انہیں قتل کرنا' ان پر بے ہودہ الزامات لگانا یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ فرمایا کہ ﴿ولا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ﴾ کہ ان یہودیوں کا اسلوب اختیار نہ کرنا (جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی)

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ ان کے سامنے انہیں سولی پر چڑھانے لگے۔ مگر ان لوگوں نے کوئی کردار ادا نہ کیا بلکہ یہ عقیدہ بنا لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ دے دیا۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بلا لیا اور ان دشمنوں میں سے ایک شخص کو ان کی جگہ پھانسی دے دی گئی۔

صرف مسلمان ایسی امت ہیں' جو ہر نبی پر ایمان رکھتے ہیں۔ نہ کسی نبی کی توہین کرتے ہیں نہ تکذیب۔ بلکہ ہر ایک نبی پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اس کا احترام بھی کرتے ہیں۔ آج بھی توہین رسالت کے واقعات کے پیچھے یہودی ذہن اور یہودی ہاتھ ہے۔ یہ عیسائی دنیا کو عالمِ اسلام سے لڑا کر اپنے مخالفین کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا تھا:

﴿لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا﴾ (مائدہ:۸۲)

کہ مسلمانوں کے بدترین اور شدید ترین دشمن یہودی اور مشرک ہیں۔ آج یہ یہودی اور ہندو مل کر مسلمانوں کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ یہودی نے آج تک مسلمانوں کو دل سے قبول نہیں کیا۔ عہدِ رسالت سے ہی انہوں نے سازشوں کا آغاز کر دیا تھا۔ مگر وحی الٰہی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مضبوط ایمان کی وجہ سے یہ کامیاب نہ ہو سکے۔ جب مسلمانوں میں ایمان کی کمزوری پیدا ہوئی' تو انہیں کامیابیاں ملنے لگیں۔ عبداللہ بن سبا جو نسلاً یہودی تھا۔ اس کے ذریعہ مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا۔ جس سے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ مسلمان افتراق کا شکار ہو گئے۔

آج مسلمانوں کو نہایت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا۔ دشمن کی چالوں کو ناکام بنانے کیلئے مل بیٹھنا ہو گا۔ دشمن پر ہیبت قائم کرنے کیلئے رجوع الی اللہ کے ساتھ ساتھ ان کا معاشی بائیکاٹ کرنا ہو گا۔ ان کا دست نگر بننے کی بجائے اپنے وسائل کو استعمال کرتے ہوئے ہر میدان میں برتری حاصل کرنا ہو گی۔

اللہ پر ایمان کو مضبوط کرتے ہوئے تعلق باللہ کو قوی کرنا ہو گا۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں کو ادا کرتے ہوئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگانا ہو گا۔ اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ حسن کردار' حسن گفتار اور حسن کلام کو اپنانا ہو گا۔ بددیانتی کی بجائے امانت داری کو اختیار کرنا ہو گا۔

﴿ماظهر الغلول فی قوم الا القی الله فی قلوبهم الرعب﴾

جب بھی کوئی قوم بددیانت ہو جاتی ہے تو ان کے دلوں میں طرح طرح کے خوف اور رعب سما جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی مسلمان اور محبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنائے اور ہم سب کی دنیا و آخرت بہتر فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

© rasailojaraid.com